OPEN ACCESS
Al-Qamar
ISSN (Online): 2664-4398
ISSN (Print): 2664-438X
www.alqamarjournal.com

Al-Qamar, Volume 4, Issue 4 (October-December 2021)

پائیدار ترقی سے متعلق چیلنجز اور تقاضے: سیرت طیبہ کے تناظر میں ایک مطالعہ

Challenges and Requirements for Sustainable Development: A Study in the Context of *Sīrah*

Dr. Sadia Noreen

Lecturer, The Government Sadiq college Women University Bahawalpur

Dr. Hafiz Muhammad Ishaq

School Education department Bhakkar

Abstract

Sustainable development and the strategies to its formulation and development in the light of the Prophet's biography is a very important topic in the light of the current needs of Pakistan and the world. Sustainable development means making progress in the social, political, economic and moral fields. Sustainable development does not depend on economic growth alone. At present, the superiority of a country in the field of science and technology is of paramount importance. There are internal and external factors and challenges in the path of sustainable development. Obstacles to development include dictatorship, luxury of rulers, lack of unity, nationalism, sectarianism, violation of the rights of the weaker sections, nepotism, lawlessness, terrorism, extremism, double standards of the West. Are the main causes. Pakistan's biggest problem right now is economics. Poverty, unemployment and inflation have affected not only the people but also the country's development wheel. Therefore, in these circumstances, in order to achieve the goals of sustainable development in the country, it is necessary to set rules and

CC BY

regulations in the light of Sira-e-Taiba so that internal and external difficulties can be tackled.

Keywords: Sustainable, development, Sira-e-Taiba

تمہید

پائیدار ترقی اور اس کی حکمت عملی کی تشکیل اور ترقی کی راہ میں حائل رکاوٹوں کا سیرت نبوی ﷺ کی روشنی میں پاکستان اور پوری دنیاکے موجودہ ضروریات کے تناظر میں نہایت اہم موضوع ہے۔ پائیدار ترقی سے مراد سماجی، سیاسی، معاشی اوراخلاقی میدانوں میں کسی ترقی کرنا ہے۔ پائیدار ترقی کا انحصار صرف اور معاشی ترقی پر نہیں ہے۔ عصر حاضر میں سائنس اور ٹیکنالوجی کے میدان میں کسی ملک کی برتری سب سے اہمیت کی حامل ہے۔ پائیدار ترقی کی راہ میں اندرونی اور بیرونی عوامل اور چیلنجز ہیں۔ ترقی کی راہ میں حائل اسباب میں سے ڈکٹیٹر شپ، حکمرانوں کی عیاشیاں، اتحاد کا فقدان، قومیت پرستی، فرقہ واریت، کمزور طبقہ کے حقوق کی پامالی، اقرباپروری، لا قانونیت، دہشت گردی، انتہاء پسندی، مغرب کا دوہرا معیار جیسے اسباب شامل ہیں۔ رسول پاک نے ایک مثالی معاشرہ قائم کیا جس نے نہ صرف دینی معاملات میں ترقی کی بلکہ سیاسی اور دفاعی لحاظ سے اس قدر مضبوط اور طاقت ور ہو گئے کی قیصر و کسری کے ایوان لرز اٹھے۔ اس وقت پاکستان کا سب سے بڑا مسئلہ معاشیات کا ہے۔ غربت، بیروز گاری اور مہنگائی نے نہ صرف عوام کو متاثر کیا ہے۔ بلکہ ملکی ترقی پہیہ بھی جام ہو گیا ہے۔ لہذا ان حالات میں ملکی میں پاہیدار ترقی کے اہداف حاصل کرنے کے لئے سیرت طیبہ کی روشنی میں اصول و ضوابط مقرر کرنے کی ضرورت ہے تاکہ اندرون و بیرون مشکلات سے نبرد آزما ہو سکیں۔

پائیدار ترقی اسلام کے لیے کوئی نیا تصور نہیں ہے، پائیدار ترقی کے اصول قرآن اور حدیث میں صدیوں سے موجود ہیں۔ تاہم، اسلامی دنیا میں حکومت اور شہری معاشرے کے لیے پائیدار ترقی کا تصور حال ہی میں اپنایا گیا ہے۔ اسلامی نکتہ نظر اس بات کو قبول کرتا ہے کہ زمین پر ہر چیز انسانیت کے لیے بنائی گئی ہے اور خدا کا انعام لوگوں کے لیے ہے۔ اسلام غیر ضروری تباہی کے بغیر قدرتی ماحول کے استعمال کی اجازت دیتا ہے۔ شریعت کا خیال ہے کہ انسانی سرگرمیوں کو ماحولیات، اور لوگوں کے حقوق کے تحفظ کی حمایت کرنی چاہیے، اور اس بات کو یقینی بنانے کی ضرورت ہے کہ انسانی سرگرمیاں سماجی، معاشی اور قدرتی نظاموں کے بنیادی اصولوں سے ابھی یا مستقبل میں سمجھوتہ نہ کریں۔ کیونکہ دنیا کا عارضی نظام انسانوں کا وضع کردہ ہے جبکہ اسلام کے پائیدار ترقی کا نظام آسمانی ہے۔ اس مقالہ میں مطالعے کا مقصد پائیدار ترقی کی بحث میں اسلام کے اطلاق کو دریافت کرنا ہے۔ اسلامی تصور کے تناظر میں پائیدار ترقی کو انسان اور ماحول کے درمیان تعلق کو تازہ کرنے کے ایک موقع کے طور پر لیا جاتا ہے۔ ضروریات کا تصور مختلف محققین کا موضوع ہے...کچھ لوگوں کے نزدیک اسے دماغ کی حالت کے طور پر دیکھا جاتا ہے، دوسروں کے نزدیک انسانی صلاحیت کے طور پر۔ انسانی ضرورت مختلف قسم کے سازوسامان، خدمات کے ساتھ ساتھ صحت، تعلیم، ملازمت، رہائش، تربیت، تعلقات، اور تمام لوگوں کے لیے قابل قبول زندگی کے معیارات و سہولیات ہیں۔" عالمی کمیشن برائے ماحولیات اور ترقی" کی طرف سے دی گئی پائیدار ترقی کی تعریف سے انسانی ضروریات کو اجاگر کیا گیا ہے۔ پائیدار ترقی کے حوالہ سے اس وقت پوری دنیا میں ایک ترغیب کی لہر پائی جاتی ہے۔ تمام ممالک پائیدار ترقی کو حاصل کرنے کی تگ و دو کر رہے

ہیں۔ دوسری طرف اسلام نے بھی پائدار ترقی کا ایک فریم ورک متعارف کروایا ہے۔ ذیل میں دونوں فریم ورک کا جائزہ لیا جائے گا۔ مگر اس پہلے sustainable development کا مفہوم و تعارف ضروری ہے۔

سسٹینبل ڈویلپمنٹ (پائیدار ترقی) کا تعارف

دنیا میں ایک معروف و مشہور اصطلاح sustainable development استعمال ہے۔ ہر ملک سسٹین ایبل اصطلاح نہ صرف استعمال کرتا ہے بلکہ اس پر عمل بھی کرتا ہے۔ اس کو پس منظر کچھ یوں ہے۔

۱۹۸۳ میں اقوام متحدہ نے ماحول اور ترقی (Environment and Development) کے لیے Harlem Brundtland کی سربراہی میں ایک کمیشن قائم کیا، اس کمیشن نے ۱۹۸۷ میں اپنی رپورٹ "Our Common Future" کے نام سے پیش کی، اس میں اس بات پر زور دیا گیا تھا کہ اگر انسان نے اپنے موجودہ رہن سہن کے انداز کو نہ بدلا تو عنقریب اس دنیا کا ماحولیاتی نظام بگاڑ کا شکار ہو جائے گا اور انسانیت کو بے شمار مصائب کا سامنا کرنا پڑے گا، اسی کے ساتھ اس بات پر بھی زور دیا گیا تھا کہ دنیا کے معاشی نظام میں یہ اہلیت ہونی چاہیے کہ وہ لوگوں کی معاشی ضروریات کو پورا کر سکے اور دنیا کے تمام طبقات کے حقوق کا تحفظ ہو اور ان کے درمیان وسائل کی منصفانہ تقسیم ہو سکے، اور ایک ایسی ترقی مطلوب ہے جس میں ہم اپنی موجودہ ضروریات کو اس طرح پورا کریں کہ آنے والی نسلوں کا اپنی ضروریات کو پورا کرنے کی صلاحیت متاثر نہ ہو، اسی نظریہ کے لیے Harlem Brundtland نے سسٹینبل ڈولپمنٹ Sustainable Development کا نظریہ پیش کیا، اس کی تعریف ان الفاظ میں کی گئی:

> Development that meet the needs of the present without compromising the ability of future generation to meet their own needs.[1]

ایسی ترقی جو آنے والی نسل کی اپنی ضروریات کو پورا کرنے کی صلاحیت پر سمجھوتہ کیے بغیر موجودہ ضروریات کو پورا کرتی ہے۔ ۱۹۹۲ میں برازیل کے شہر "رِیُو" میں اقوام متحدہ کے اجلاس میں تمام ممالک نے "حقیقی ترقی" کا خاکہ پیش کیا ہے ایسی ترقی جس میں سماجی، اقتصادی اور ماحولیاتی نظام میں توازن برقرار رکھا جائے۔ اسی کے لیے سسٹینبل ڈولپمنٹ (پائیدار ترقی) کے کئی اہداف مقرر کیے گے، سسٹینبل ڈولپمنٹ اس چیز کا نام نہیں ہے کہ کسی بھی عمل کے نتیجے اور مستقبل میں ہونے والے خطرات کے پیش نظر، آج اپنی ضروریات کو پورا نہ کیا جائے یا سماجی اور اقتصادی میدان میں ترقی نہ کی جائے، مستقبل کی فکر میں حال کو نظر انداز کرنا درست نہیں ہے ۔[2]

سسٹینبل ڈویلپمنٹ (پائیدار ترقی) کے اہداف و چیلنجز

سسٹینبل ڈولپمنٹ (پائیدار ترقی) کے کئی اہداف مقرر کئے گئے ہیں۔ اور ام اہداف کے مقرر کرنے کے لئے کئی ریویو میٹنگ بھی رکھی گئی ہیں۔ سسٹینبل ڈولپمنٹ (پائیدار ترقی) کے گول میں سے ہر ایک کے اہداف اور اشارے کی فہرستیں جولائی 2017 میں اقوام متحدہ کی ایک قرارداد میں شائع کی گئی تھیں۔ ہر ہدف میں عام طور پر 8–12 اہداف ہوتے ہیں، اور ہر ہدف میں 1 اور 4 کے درمیان اشارے ہوتے ہیں جو اہداف تک پہنچنے کی طرف پیش رفت کی پیائش کے لیے استعمال ہوتے ہیں۔ اہداف یا تو "نتیجہ" کے اہداف (حاصل کیے جانے والے حالات) یا "عمل درآمد کے ذرائع" ہیں۔ 2020 میں اقوام متحدہ کے شماریاتی کمیشن

کے 51ویں اجلاس میں اشارے کے فریم ورک کا جامع جائزہ لیا گیا۔ جیسا کہ منصوبہ بندی کی گئی ہے 2025 میں اس کا دوبارہ جائزہ لیا جائے گا۔ شماریاتی کمیشن کے 51ویں اجلاس میں (3 سے 6 مارچ 2020 تک نیویارک شہر میں منعقد ہوا) کمیشن کے غور کے لیے عالمی اشارے کے فریم ورک میں کل 36 تبدیلیاں تجویز کی گئیں۔ کچھ اشارے تبدیل، نظر ثانی یا حذف کر دیے گئے تھے۔ 15 اکتوبر 2018 اور 17 اپریل 2020 کے درمیان، اشارے میں دیگر تبدیلیاں کی گئیں۔[3] پائیدار ترقی کے جو اہداف مقرر کئے گئے ہیں وہ کل سترہ بنیادی ہیں۔ مزید معلومات کے لئے پائیدار ترقی کے اہداف اور اشارے کی فہرست ملاحظہ ہو۔

I. No poverty: (کوئی غربت نہ ہو)
2. Zero hunger (No hunger):(صفر بھوک کا قانون (کوئی بھوک نہیں))
3. Good health and well-being:(اچھی صحت اور تندرستی)
4. Quality education:(معیاری تعلیم)
5. Gender equality:(صنفی مساوات)
6. Clean water and sanitation:(صاف پانی اور صفائی ستھرائی)
7. Affordable and clean energy:(سستی اور صاف توانائی)
8. Decent work and economic growth:(اقتصادی ترقی)
9. Industry, Innovation and Infrastructure:(صنعت، اختراع اور انفراسٹرکچر)
10. Reduced inequality:(عدم مساوات میں کمی)
11. Sustainable cities and communities:(پائیدار شہر اور کمیونٹیز)
12. Responsible consumption and production:(مناسب کھپت اور پیداوار)
13. Climate action:(آب وہوا کی صفائی)
14. Life below water:(پانی کے نیچے زندگی)
15. Life on land:(زمین پر زندگی)
16. Peace, justice and strong institutions:(امن، انصاف اور مضبوط ادارے)
17. Partnership for the goals:(مقاصد کے لیے شراکت داری)

اقوام عالم کی نظروں میں پائیدار ترقی کے لئے درج ذیل عناصر پر عمل کرنا ضروری ہے۔ اکانومسٹ نے اندازہ لگایا کہ غربت کے خاتمے اور دیگر پائیدار ترقی کے اہداف کو حاصل کرنے کے لیے اگلے 15 سالوں کے لیے تقریباً 2–3 ٹریلین امریکی ڈالر سالانہ درکار ہوں گے جسے انہوں نے "خالص خیالی اندازہ" کہا ہے۔ تمام براعظموں کی پوری آبادی کے لیے صاف پانی اور صفائی ستھرائی کی فراہمی کا تخمینہ 200 بلین امریکی ڈالر تک زیادہ ہے۔ عالمی بنک کا کہنا ہے کہ تخمینے ملک کے لحاظ سے بنائے جانے کی ضرورت ہے، اور وقت کے ساتھ ساتھ اس کا بار بار جائزہ لیا جانا چاہیے۔[4] اسلامی نکتہ نظر میں، انسانی ضروریات کا تصور ان اصولوں پر مبنی ہے جو ماحول کے تمام انفرادی اجتماعی اشیاء خدا کی طرف سے بنائے گئے ہیں۔ اور انسان کی دو بنیادی ضروریات ہیں۔ 1۔ روحانی ضروریات جو خدا پر یقین یا ایمان کے ذریعہ پوری ہوتی ہیں، 2۔ اور جسمانی ضروریات جو خدا نے انسان کے لئے بنائے

گئے تمام وسائل کا بہترین استعمال کر کے پوری کی جاتی ہیں۔ انسان کو زندگی کی تمام ضروری ضروریات جیسے خوراک، پانی، ہوا، روشنی، حرارت، نمی اس زمین پر ملتی ہیں۔ ہوا کا دباؤ، آکسیجن کی ضرورت، مٹی کے عناصر، انسان کو مستقل اور منظم طریقے سے زندگی گزارنے اور اس پر عمل کرنے کے قابل بنانے کے عین مطابق ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان اشیاء کا تذکرہ یوں کیا ہے: اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْفُلْكَ لِتَجْرِيَ فِي الْبَحْرِ بِاَمْرِهٖ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْاَنْهٰرَ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ دَآىِٕبَيْنِ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ۚ وَ اٰتٰىكُمْ مِّنْ كُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْهُ ۭ وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ۭ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ۔[5]

اللہ وہ ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور بادلوں سے پانی برسایا، پھر اس سے پھل نکالے تمہارے لیے رزق کے لیے، اور اس نے کشتیوں کو مسخر کر دیا۔ تم سمندر میں اس کے حکم سے چلتے پھرو اور اس نے دریاؤں کو تمہارے لیے مسخر کر دیا۔ اور اس نے تمہارے لیے سورج اور چاند کو مسخر کر دیا ہے جو ان کے راستے پر چلتے ہیں۔ اور اس نے تمہارے لیے رات اور دن کو مسخر کر رکھا ہے۔ اور وہ آپ کو ہر چیز دیتا ہے جو اس سے مانگتا ہے، اور اگر آپ اللہ کی نعمتوں کو شمار کریں گے تو آپ ان کا شمار نہیں کر سکیں گے۔ یقیناً انسان بڑا ظالم اور بڑا ناشکرا ہے۔ پائیدار ترقی مسلمانوں کے لیے کوئی نیا تصور نہیں ہے۔ قرآن و حدیث انسانیت کی روحانی اور جسمانی فلاح کا فریم ورک فراہم کرتے ہیں۔ قرآن میں 500 سے زیادہ آیات ہیں جو مسلمانوں کو ماحول سے متعلق معاملات اور اس سے نمٹنے کے طریقوں کے بارے میں رہنمائی کرتی ہیں، اور پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی اور ان کے اقوال سے بے شمار مثالیں موجود ہیں، جو عدل و انصاف کا نمونہ فراہم کرتی ہیں۔

اسلامی نکتہ نظر اس بات کو قبول کرتا ہے کہ زمین پر ہر چیز اللہ نے انسانیت کے لیے بنائی گئی ہے اور یہ لوگوں کے لیے خدا کا انعام ہے۔ تاہم، یہ شرائط کے ساتھ ایک ایوارڈ ہے۔ زمین پھر بنی نوع انسان کی امتحان گاہ ہے۔ ٹیسٹ انسان کی تعریف کا ایک پیمانہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کس انسان کو تمام نعمتیں، آسائشیں دیکر پھر امتحان لیتا ہے۔ کس طرح کی زمین و آسمان میں نعمتیں ہیں۔ اس موضوع پر قرآن پر فرماتا ہے: وَاللّٰهُ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ۔ وَاِنَّ لَكُمْ فِي الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً ۭ نُسْقِيْكُمْ مِّمَّا فِيْ بُطُوْنِهٖ مِنْۢ بَيْنِ فَرْثٍ وَّدَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا سَاۗىِٕغًا لِّلشّٰرِبِيْنَ۔ وَمِنْ ثَمَرٰتِ النَّخِيْلِ وَالْاَعْنَابِ تَتَّخِذُوْنَ مِنْهُ سَكَرًا وَّرِزْقًا حَسَنًا ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ۔ وَاَوْحٰى رَبُّكَ اِلَى النَّحْلِ اَنِ اتَّخِذِيْ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا وَّمِنَ الشَّجَرِ وَمِمَّا يَعْرِشُوْنَ ۙ۔ ثُمَّ كُلِيْ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ فَاسْلُكِيْ سُبُلَ رَبِّكِ ذُلُلًا ۭ يَخْرُجُ مِنْۢ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِيْهِ شِفَاۗءٌ لِّلنَّاسِ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ۔[6] "اللہ نے آسمان سے پانی برسایا اور اس سے مردہ زمین کو زندہ کر دیا۔ یقیناً اس میں ایک نشانی ہے ان لوگوں کے لیے جو سنتے ہیں۔ مویشیوں میں تمہارے لیے ہدایت ہے۔ ان کے پیٹ کے مواد سے، گوبر اور خون کے درمیان سے، ہم پینے کے لیے خالص دودھ دیتے ہیں، جو پینے والوں کے لیے آسانی سے نگل جاتا ہے۔ اور کھجور اور انگور کے پھل سے تم نشہ آور اور پاکیزہ رزق حاصل کرتے ہو۔ یقیناً اس میں ایک نشانی ہے ان لوگوں کے لیے جو عقل سے کام لیتے ہیں۔ تیرے رب نے شہد کی مکھیوں کی طرف وحی کی کہ پہاڑوں اور درختوں اور ان عمارتوں میں بھی جو لوگ کھڑے کرتے ہیں۔ پھر ہر قسم کے پھل کھاؤ اور اپنے رب کے راستے پر چلو جن پر چلنا تمہارے لیے آسان کر دیا گیا ہے۔ ان کے اندر سے مختلف رنگوں کا ایک مشروب آتا ہے، جس میں بنی نوع انسان کے لیے شفاء ہے۔ غور کرنے والوں کے لیے یقیناً اس میں نشانی ہے۔"

قرآن وحدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان کی تخلیق کے دو مقاصد ہیں

1۔زمین پر خدا کا نائب (خلیفہ) بننا

جیسا کہ خدا نے قرآن میں فرمایا: وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً ۗ قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا وَیَسْفِكُ الدِّمَآءَ ۚ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ ؕ قَالَ اِنِّیْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ۔[7] اور یاد کرو جب تمہارے رب نے فرشتوں سے کہا تھا کہ میں زمین پر ایک نائب بنانے والا ہوں، تو انہوں نے کہا: کیا تم جگہ دو گے؟ اس میں وہ لوگ جو فساد کریں گے اور خون بہائیں گے۔ خدا نے فرمایا: "بے شک میں بہتر جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے"۔ یہ آیت اس وقت کی طرف اشارہ کرتی ہے جب اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو اعلان کیا کہ وہ پہلے انسان یعنی آدم (ع) کو پیدا کرنے والا ہے۔

2۔اللہ تعالیٰ کی بندگی

اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ تمام عبادات کو پورا کرتے ہوئے اور انسانوں کے درمیان اچھے تعلقات قائم کرتے ہوئے اس کی بندگی اور عبادت کرنا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا:وَ مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَ الْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ۔[8] "میں نے جنوں اور انسانوں کو پیدا نہیں کیا بلکہ اپنی خدمت کے لیے۔"

انسانی عمل سے متعلقہ شریعت کی تقسیم کو چار اقسام میں ظاہر کیا گیا ہے۔ 1۔عقائد۔2۔عبادات 3۔معاملات 4۔سیاسیات پائیدار ترقی کا تعلق دوسری اور تیسری قسم سے ہے۔

سیرت طیبہ کی روشنی میں پائیدار ترقی کے عناصر

چھ عناصر ایسے ہیں جنہیں سیرت طیبہ نے معاشرہ کے معاملات کی بہتری کے لئے کلیدی منفرد نکتہ نظر سمجھا ہے۔ یہ چار عناصر درج ذیل ہیں:

1۔سماجی ہم آہنگی

سماجی ہم آہنگی (امت کے معاشروں کا اتحاد): اسلام نے ایک ہزار چار سو سال سے بھی زیادہ پہلے معاشرتی ہم آہنگی کا مطالبہ کیا ہے۔ شریعت ہم آہنگ معاشرے کی ترغیب پر زور دیتی ہے۔ جیسا کہ مشترکہ اقدار، مشترکہ چیلنج اور مساوی مواقع کے معاشرے کی تشکیل کا عمل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰی وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا ؕ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ۔[9] "اے لوگو! بے شک ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا ہے اور ہم نے تمہیں قومیں اور قبیلے بنائے ہیں تا کہ تم ایک دوسرے کو پہچانو۔ درحقیقت، خدا کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ معزز وہ ہے جو اس کا سب سے زیادہ باخبر ہے۔ بے شک اللہ سب کچھ جاننے والا اور باخبر ہے۔"

ایک اور مقام پر مشترک اقدار اور سماجی ہم آہنگی کے بارے میں ارشاد فرمایا:وَمِنْ اٰیٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافُ اَلْسِنَتِكُمْ وَاَلْوَانِكُمْ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّلْعٰلِمِیْنَ۔[10] "اور اس کی نشانیوں میں سے آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور تمہاری زبانوں اور رنگوں کا فرق ہے، بیشک اس میں اہل علم کے لیے نشانیاں ہیں۔"

سماجی ہم آہنگی کے لئے انصاف ضروری ہے۔ اسلام اس سے بھی آگے کی بات کرتا ہے اور حتیٰ کہ خاندان کے اندر انصاف کی بات کرتا ہے اور والدین سے اپنے بچوں کے ساتھ عدل کرنے کو کہتا ہے جیسا کہ حدیث میں حضرت عامر نے بیان کیا ہے، انہوں نے نعمان بن بشیر کو منبر پر یہ کہتے ہوئے سنا: "میرے والد نے مجھے تحفہ دیا لیکن عمرہ بنت رواحہ۔ (میری والدہ) نے کہا

کہ وہ اس پر راضی نہیں ہوں گی جب تک کہ وہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اس پر گواہ نہ بنائیں۔ چنانچہ میرے والد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے اور عرض کیا: میں نے اپنے بیٹے کو عمرہ بنت رواحہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے ایک تحفہ دیا ہے لیکن انہوں نے مجھے حکم دیا کہ میں آپ کو اس پر گواہ بناؤں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: کیا تم نے اپنے بیٹوں میں سے ہر ایک کو (اس جیسا) دیا ہے؟ اس نے نفی میں جواب دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ سے ڈرو اور اپنی اولاد کے ساتھ انصاف کرو۔ میرے والد پھر واپس آئے اور اپنا تحفہ واپس لے لیا۔[11]

2۔ ذمہ داری کا تعین

فرد اور معاشرے کی ذمہ داری ہے کہ وہ فلاح و بہبود کو ذمہ دارانہ طریقے سے استعمال کریں۔ ذمہ داری کی تقسیم کے ساتھ انسانی بیداری آتی ہے۔ انسان زمین کی دیکھ بھال کے لئے خدا کے نائب (خلیفہ) کے طور پر ذمہ دار ہیں۔ اللہ تعالی نے قرآن میں فرمایا: **هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا ثُمَّ اسْتَوٰۤى اِلَى السَّمَآءِ فَسَوّٰىهُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ ؕ وَهُوَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ۔وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓىِٕكَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً ؕ قَالُوْۤا اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا وَیَسْفِكُ الدِّمَآءَ ۚ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ ؕ قَالَ اِنِّیْۤ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ۔**[12] "وہ خدا ہے جس نے زمین پر جو کچھ ہے وہ تمہارے لئے پیدا کیا ہے... اور یاد کرو جب تمہارے رب نے فرشتوں سے کہا۔ میں زمین پر ایک نائب بنانے والا ہوں، انہوں نے کہا: کیا آپ اس میں ان لوگوں کو جگہ دیں گے جو اس میں فساد برپا کریں گے اور خون بہائیں گے، جب کہ ہم تیری حمد کے ساتھ تسبیح اور تقدیس کرتے ہیں؟ خدا نے فرمایا: "بے شک میں بہتر جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے"

اسلام انسانی حقوق اور فرائض کی تعلیم دیتا ہے جو اسلامی قانون کے ذرائع سے اخذ کیے گئے ہیں۔ انسان کو حق حاصل کرنے اور فرض ادا کرنے کے لیے علم اور صلاحیت کا ہونا ضروری ہے۔ پائیدار ترقی میں جنس، نسل اور جائے پیدائش کی تفریق کئے بغیر سب کی معاشی ترقی کے لئے حقوق و فرائض میں مساوات ضروری ہے۔ اسلامی قانون کے سامنے مرد اور عورت کے درمیان دولت کی وجہ سے امتیاز نہیں کرتا۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے: **لِلرِّجَالِ نَصِیْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوْا ؕ وَلِلنِّسَآءِ نَصِیْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ ؕ وَسْـَٔلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا۔**[13] مردوں کے لیے ان کی کمائی کا اجر ہے (اور اسی طرح) عورتوں کے لیے ان کی کمائی کا اجر ہے اور اللہ سے اس کا فضل مانگو۔ بے شک اللہ ہر چیز کو جاننے والا ہے۔

3۔ بااختیار بنانا (شورائی طرز کے فیصلے)

انسانوں کو اپنی زندگی میں فیصلہ سازی اور عمل درآمد میں پوری طرح حصہ لینا چاہیے۔ اسلامی نکتہ نظر میں بااختیار کا مطلب ہے اسلامی معاشرے میں تمام سطحوں پر تمام معاملات کا شوریٰ کی بنیاد پر فیصلہ کرنا۔ اس کا اطلاق اجتماعی طور پر سیاسی اور سماجی معاملات پر فیصلہ سازی کے لئے ہوتا ہے۔ اللہ تعالی نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا: **وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ یُنْفِقُوْنَ۔**[14] ریاست کی سطح پر ہو یا پھر سماجی سطح پر ہو تمام تر فیصلے مشاورت اور جمہوری طرز کی بنیاد پر ہونے چاہئے۔ ریاست میں تین بنیادی اداروں کا بااختیار بنانا ہے: 1۔ مجلس شوری 2۔ عدلیہ 3۔ انتظامیہ

4۔ توازن قائم رکھنا (عدل و احسان)

اسلامی تعلیمات میں معاشرتی امتیازات کے توازن کے لئے عدل اور احسان کا حکم دیا گیا ہے۔ ایک طرف مظلوم کو انصاف کی فراہمی ہے۔ تو دوسری طرف کمزور طبقہ کے ساتھ خیر خواہی کا حکم دیا گیا ہے۔ احسان کی صورتوں میں سے ایک صورت قرض

دے کر خیر خواہی بھی کرنا ہے۔ ارشاد ربانی ہے:مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰہَ قَرْضًا حَسَنًا فَیُضٰعِفَہ لَہ اَضْعَافًا کَثِیْرَةً [15]

وہ کون ہے جو اللہ کو قرض حسن دے؟ تو اللہ اس کو بڑھا کر اس کے لیے کئی گنا کر دے' اور اللہ ہی تنگی اور کشادگی فرماتا ہے

ایس ایچ صدیقی صاحب لکھتے ہیں: "سماجی طرز عمل کے بارے میں حضور نبی اکرم صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات میں سے ایک اہم تعلیم ہم تک یہ پہنچتی ہے کہ اپنے وسائل اور اپنی کمائی میں سے روز مرہ کی لازمی ضروریات اور خاندانی حاجات پورا کرنے کے بعد جو کچھ بچ جائے اسے مفاد عامہ کے لئے خرچ کر دیا جائے۔ اس تعلیم کے ذریعے جو واضح سبق ہمیں دیا گیا ہے، وہ یہ ہے کہ آدمی کو سادہ زندگی بسر کرنی چاہیئے، اپنی ضروریات پر کم سے کم خرچ کرنا چاہیئے اور معاشرے کو اس کا حقدار متصور کرتے ہوئے زائد از ضرورت وسائل کو اجتماعی مفاد پر خرچ کر دینا چاہیئے۔ ایک معاشرے میں جب تک ایک بہت بڑی تعداد تنگدستی، بھوک، ناخواندگی، جہالت، محرومی اور بیماری میں مبتلا ہے اس وقت تک چند لوگوں کا اپنے ذاتی آرام و آسائش اور عیش و عشرت پر خرچ کرنا ناپسندیدہ ہی نہیں بلکہ قابل مذمت اور قابل تعزیر فعل بھی ہے۔[16]

5۔ وقف (اوقاف)

اسلام نے اپنے اصولوں کے ذریعے غربت کے خلاف جدوجہد کی ہے۔ یہ لڑائی یا تو کسی شخص کے لیے آمدنی کا ذریعہ فراہم کرنے کے ذریعے سے ہو سکتی ہے، یا حکومتی امداد کے ذریعے سے ہو سکتی ہے۔ اور اسلام کا ایک منفرد نظام ہے جس میں ایک وقف یعنی اپنے عطیات کو غریبوں کے لئے وقف کرنا ہے۔ اور اس بات کو یقینی بنانا ہے کہ انسان کو غربت کے طوق سے آزاد کرنا ہے ۔ اور ان اوقاف کی آمدنی میں مستحق لوگوں کا حق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا:وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا ۔اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا ۔[17] "اپنے رشتہ داروں کو اس کا حق دو، مسکینوں کو اور راہ گیر کو، اور (اپنا مال) فضول خرچی نہ کرو۔ بے شک فضول خرچی کرنے والے شیطانوں کے بھائی ہیں اور شیطان ہمیشہ اپنے رب کا ناشکرا ہے،"

اسلامی ریاست میں وقف کے مکمل احکام ہیں۔ وقف کی جائیدادیں ہیں۔ وقف کا قانون خود رسول پاک نے متعارف کروایا۔

جب حضرت عمر کو خیبر کی زمین کا حصہ ملا تو وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کی: مجھے زمین کا ایک ٹکڑا اس سے بہتر ملا ہے جو مجھے کبھی نہیں ملا، تو آپ مجھے اس کے بارے میں کیا مشورہ دیتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تم چاہو تو اس کو خیراتی کاموں کے لیے وقف کے طور پر رکھ سکتے ہو۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ زمین اس شرط پر صدقہ کر دی کہ یہ زمین نہ بیچی جائے گی اور نہ تحفے میں دی جائے گی اور نہ ہی وصیت کی جائے گی (اور اس کی پیداوار) غریبوں، رشتہ داروں، غلاموں کی آزادی، جہاد کے لیے استعمال کی جائے گی۔، اور مہمانوں اور مسافروں کے لیے اور اس کا منتظم معقول طریقے سے کھا سکتا تھا اور وہ اپنے دوستوں کو بھی بغیر اس کے دولت مند ہونے کی نیت کئے بغیر کھلا سکتا ہے۔[18]

6۔ صدقہ (زکوٰۃ) / بیت المال۔

زکوٰۃ اسلام کے پانچ ارکان میں سے ایک ہے۔ زکوٰۃ سماجی بہبود کے مسائل کو حل کرنے کے لیے ایک اہم طریقہ کار فراہم کرتی ہے۔ شریعت میں؛ زکوٰۃ کا لفظ اللہ تعالیٰ کی طرف سے دیے گئے مال میں سے مقررہ حصہ کو کہتے ہیں جو اسے حاصل کرنے کے لے اللہ تعالی کے بیان کردہ طبقوں میں تقسیم کیا جائے۔ اور وہ آٹھ افراد ہیں۔ تمام مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ اپنی آمدنی کا کم از

کم ڈھائی فیصد (2.5٪) غریب لوگوں کو دیں۔ غربت کے خاتمے اور معاشرے کے نادار افراد کی مدد کے لیے ایک لازمی صدقہ / زکوٰۃ ہے جو کہ ایک سال مکمل ہونے کے بعد 7.5 تولہ سونا یا 52.5 تولہ چاندی سے زیادہ محفوظ شدہ اثاثوں پر 2.5 فیصد امیر شخص پر واجب ہے۔ زکوٰۃ کا سماجی مقصد غربت اور کسی بھی قیمت پر ذاتی جمع کی خواہش کو ختم کرنا اور سماجی رویے کی حوصلہ افزائی کرنا ہے۔ قرآن میں زکوۃ کا کئی بار حکم دیا گیا ہے۔ احادیث مبارکہ میں بھی صدقہ و خیرات کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔ جیسا کہ ایک حدیث دیکھیں: **عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: إِذَا مَاتَ الْإِنْسَانُ انْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهُ إِلَّا مِنْ ثَلَاثَةٍ: إِلَّا مِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ، أَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهِ، أَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُو لَهُ**[19]. حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب انسان فوت ہو جائے تو اس کا عمل منقطع ہو جاتا ہے سوائے تین اعمال کے (وہ منقطع نہیں ہوتے): صدقہ جاریہ یا ایسا علم جس سے فائدہ اٹھایا جائے یا نیک بیٹا جو اس کے لیے دعا کرے۔ قرآن مجید نے معاشرہ کے آٹھ گروہوں کو بہت ہی غریب شمار کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان مالی مدد کا حکم دیا ہے۔ فرمایا: **إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِينِ وَالْعَامِلِينَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغَارِمِينَ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ وَابْنِ السَّبِيلِ فَرِيضَةً مِّنَ اللَّهِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ** [20]

اسلامی قانون نے صحیح اسلامی معاشی نظام کے لیے ایسے اصول قائم کیے ہیں جو دوسروں کو نقصان نہ پہنچانے اور نقصان کے امکان کے بغیر کسی کو فائدہ پہنچانے پر مبنی ہیں۔ کاروبار کو جائز جبکہ سود حرام ہے کیونکہ یہ ایک فریق کے لیے فائدہ مند اور کمزور فریق کے لیے نقصان دہ ہے۔ یہ یا تو سامان کے بدلے میں ایک طرف سے اضافہ ہوتا ہے یا قرض کی ادائیگی کے دوران اضافہ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سود اور خرید و فروخت کو حرام قرار دیا ہے جس میں حلال تجارت اور سرمایہ کاری شامل ہے اسکی حوصلہ افزائی کی ہے۔

اسلامی نکتہ نظر سے پائیدار ترقی کے مذکورہ بالا فلسفے کی بنیاد پر، اسلام کی طرف سے پائیدار ترقی کو ماحول، اقتصادی اور سماجی جہتوں کے درمیان توازن قائم کرنا ہے۔ صارفین کی فلاح و بہبود کا متوازی نظام، معاشی کارکردگی کا فلاحی منصوبہ، ارتقائی علم پر مبنی نظام کے فریم ورک میں ماحولیاتی توازن کا حصول، اور سماجی انصاف کا متعامل ماڈل، سماجی شوری کا عمل، صدقہ اور زکوٰۃ غربت کو کم کرنے کے اسلامی طریقہ کار ہیں۔

مقاصد شریعہ پائیدار سماجی ترقی کا جامع فریم ورک

اسلامی قانون نے 1400 سال قبل قرآن مجید اور سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اصولوں کا تعین کیا ہے۔ (i) جان، عقل، اولاد اور دولت کا تحفظ، (ii) انصاف، امن، خوشحالی، تعلیم، صحت کی دیکھ بھال، خواتین کے حقوق (iii) امتیازی سلوک، غربت، بھوک، غذائی قلت اور ناانصافی کا خاتمہ۔ اسلامی قانون ایک مکمل ضابطہ حیات ہے جو زندگی کے ہر پہلو میں رہنما خطوط فراہم کرتا ہے جس کی مکمل وضاحت قرآن مجید اور سنت نبوی میں کی گئی ہے۔ اسلامی قانون میں پائیدار ترقی کے مقاصد میں درج بالا تینوں اقسام شامل ہیں۔ شریعت میں ان کو مقاصد شریعہ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ جو کہ درج ذیل ہیں:

(i) دین کی حفاظت، (ii) جان کی حفاظت، (iii) عقل کی حفاظت، (iv) اولاد کی حفاظت، اور (v) مال کی حفاظت۔ جب ہم SDGs کو دیکھتے ہیں اور اسلامی قانون کے مقاصد شریعہ کے ساتھ ان کا موازنہ کرتے ہیں، تو ہر کوئی سمجھ سکتا ہے کہ SDGs میں پائیدار ترقی کے جو اصول بیان کئے گئے ہیں۔ ان کو مقاصد شریعہ میں جامع طور پر بیان کیا گیا ہے اور 1400 سال پہلے حضور

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے خلفائے راشدین نے عملی طور پر نافذ کیا ہے۔ لہٰذا یہ سفارش کی جاتی ہے کہ تمام ممالک کو حقیقی معنوں میں انسانیت اور دنیا کی بہتری کے لیے SDGs پر عمل کرنا چاہیے اور بحیثیت مسلمان ہم آخرت کی بہتری کے لیے بھی یقین رکھتے ہیں۔

پائیدار ترقی کے اہداف کے حصول میں پاکستان کا کردار

پاکستان نے SDGs (پائیدار ترقی کے اہداف) کو اپنے قومی ترقی کے ایجنڈے میں شامل کر لیا ہے۔ پاکستان نے 2015 میں پائیدار ترقی کے 2030 ایجنڈے کے لیے پر عزم کیا اور 2016 میں SDGs کو اپنے قومی ترقی کے ایجنڈے کے حصے کے طور پر اپنایا۔ پاکستان نے مختلف شعبوں میں اہداف کی نشاندہی اور ترجیح دینے اور ترقیاتی حکمت عملیوں کے ڈیزائن کی رہنمائی کے لیے ایک جامع قومی SDG فریم ورک ڈیزائن کیا ہے۔ قومی اور صوبائی اسمبلیوں نے SDGs (پائیدار ترقی کے اہداف) کی جانب پیش رفت کی نگرانی کے لیے ٹاسک فورس قائم کی ہیں۔ اگرچہ پاکستان نے کچھ شعبوں میں ترقی کی ہے، لیکن SDG (پائیدار ترقی کے اہداف) کے اہم شعبوں میں اس کی موجودہ کارکردگی اپنے ہم عصر ممالک سے پیچھے ہے۔ 2019 میں کئی اہم شعبوں میں پیش رفت کو اجاگر کیا گیا، بشمول غربت اور بچوں کی نشوونما، شفافیت اور جوابدہی، اور صنفی مساوات اور خواتین کو بااختیار بنانا۔ تاہم، تعلیم، صحت، بجلی، اور پانی اور صفائی میں پاکستان کی موجودہ کارکردگی ترقی پذیر معیشتوں (EMDEs) کے اوسط سے نیچے ہے۔ تعلیم اور پانی اور صفائی ستھرائی میں پاکستان کی کارکردگی بھی ان ممالک کے اوسط سے بھی نیچے ہے جن کی فی کس جی ڈی پی 3,000 امریکی ڈالر سے کم ہے۔ تیزی سے آبادی میں اضافے کے تناظر میں، پاکستان کو SDGs (پائیدار ترقی کے اہداف) کو پورا کرنے کے لیے مزید پیش رفت کرنے کے لیے اپنی کوششوں کو دوگنا کرنے کی ضرورت ہے۔ اہم شعبوں میں پائیدار ترقی کے اہداف (SDGs) کو حاصل کرنے کے لیے 2030 میں سرکاری اور نجی شعبوں سے مجموعی طور پر GDP کے 16.1 فیصد اضافی سالانہ اخراجات کی ضرورت ہوگی۔ مذکورہ چار بڑے پائیدار ترقی کے اہداف کے خدوخال درج ذیل ہیں۔

تعلیم-داخل طلباء کی شرح میں اضافہ، ضروری انفراسٹرکچر کو بہتر بنانا، اور اساتذہ کی تعداد اور معیار میں اضافہ۔ تعلیم میں اضافی اخراجات کی ضروریات جی ڈی پی کا تقریباً 5.7 فیصد ہیں۔ مطلوبہ اخراجات ان دونوں ضرورتوں کی عکاسی کرتا ہے:

(i) اساتذہ کی تنخواہ اور تعداد کو بڑھانا تاکہ زیادہ اساتذہ کی خدمات حاصل کی جائیں تاکہ زیادہ طلباء کے داخلہ میں مدد ملے اور کلاس کا سائز کم کیا جا سکے۔

(ii) (ii) مزید اسکولوں کی تعمیر اور موجودہ بنیادی ڈھانچے کو بہتر بنانے کے لیے سرمائے کے اخراجات میں اضافہ کریں جیسے باتھ روم، بجلی، پینے کے پانی کی دستیابی، اور چار دیواری کی موجودگی۔

صحت-ڈاکٹروں اور طبی عملے کی تعداد میں اضافہ۔ صحت کی دیکھ بھال میں اضافی اخراجات کی ضروریات جی ڈی پی کا تقریباً 5.4 فیصد ہیں۔ طبی عملے کی تعداد، جو اس وقت اعلیٰ کارکردگی کا مظاہرہ کرنے والے ممالک ہیں ان سے بہت نیچے ہے، اس کی موجودہ سطح سے تقریباً چھ گنا اضافہ کیا جانا چاہیے۔

توانائی-زیادہ پائیدار توانائی کی طرف بڑھتے ہوئے آبادی اور معاشی نمو کو برقرار رکھنا۔ 2019 اور 2030 کے درمیان بجلی کی کھپت میں 78 فیصد اضافہ متوقع ہے، جو آبادی میں اضافے اور فی کس زیادہ استعمال کی عکاسی کرتا ہے۔ اس زیادہ کھپت کو برقرار رکھنے کے لیے، پاکستان کو 2030 تک 24.5 بلین امریکی ڈالر کی مجموعی رقم کی سرمایہ کاری کرنے کی ضرورت ہوگی

پانی اور صفائی ستھرائی- سب کے لیے محفوظ طریقے سے پانی اور صفائی کے انتظام کا مقصد بھی اہداف میں شامل ہے۔ پانی اور صفائی کے فرق کو ختم کرنے کے لیے 2030 تک 55 بلین امریکی ڈالر کی مجموعی رقم کی سرمایہ کاری کی ضرورت ہو گی، جو کہ 2020 سے 2030 تک ہر سال جی ڈی پی کا 2 فیصد خرچ کرنے کے برابر ہے۔[21]

مجموعی طور پر، پاکستان میں کل (سرکاری اور نجی) اضافی اخراجات کی ضروریات 2030 میں جی ڈی پی کے تقریباً 16 فیصد کے لحاظ کافی ہیں۔ تعلیم کے لیے اضافی اخراجات کی ضرورت ہے۔ اور پاکستان میں صحت کی دیکھ بھال خاص طور پر بہت زیادہ ہے۔ COVID-19 وبائی مرض نے پاکستان کو درپیش چیلنجوں کو مزید بڑھا دیا ہے اور خاص طور پر صحت کی دیکھ بھال پر اضافی اور بہتر اخراجات کی فوری ضرورت پر زور دیا ہے۔ اس مقالے کا تجزیہ COVID-19 کے عالمی اثرات کے واضح ہونے سے پہلے مکمل کر لیا گیا ہے، اس لیے اس مقالے میں اخراجات کی ضروریات اور جی ڈی پی کے تخمینے وبائی امراض کے اثرات کی عکاسی نہیں کرتے۔ تاہم، وبائی مرض اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ اس طرح کے بحران سے نمٹنے کے لیے صحت کی دیکھ بھال کے ایک مضبوط نظام کی ضرورت ہے۔

نتائج و سفارشات

1۔ یہ مطالعہ اسلامی نکتہ نظر سے پائیدار ترقی پر موجودہ بحث کے لیے ایک نظریاتی پس منظر فراہم کرنے کی امید کرتا ہے۔

2۔ پائیدار ترقی کے تصور نے پہلی صدی میں اسلام کے نظریہ کے طور جڑ پکڑی، تاہم آج اس کو جدید تناظر میں ڈھالنے کی ضرورت ہے۔

3۔ قرآن پاک اور احادیث میں قدرتی وسائل کی زیادتی اور اس سے زیادہ استعمال کے خلاف تنبیہ کی ہے۔ اسلام اجتماعی اور انفرادی معاملات میں افراد کو خدا کی شریعت کی طرف رجوع کرنے کی دعوت دیتا ہے۔

3۔ اسلام ذمہ داری کے احساس اور تخلیق انسانی کی وجہ سے آگاہی کا مطالبہ کرتا ہے۔ یہ سب احکام کے فطرتی نتائج ہیں۔

4۔ امت مسلمہ کو درپیش عصری تحدیات (مذہبی، معاشرتی، معاشی، سیاسی) کے اسباب و علل، تدارک، لائحہ عمل اور مجوزہ اقدامات کا جائزہ لے کر ان کا حل سیرت طیبہ ﷺ کی روشنی میں تلاش کرنا۔

5۔ عصر حاضر ایسے بہت سے مسائل و تحدیات لئے ہوئے ہے جو مسیحائی و رہبری کے منتظر ہیں۔ ان حالات میں امت مسلمہ کی بالعموم اور دین قیم سے وابستہ افراد کی بالخصوص یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اقوام عالم کی رہبری و امامت کا فریضہ انجام دیں جو کار نبوت کی تکمیل کے بعد ان کے سپرد ہے۔ لہذا ان مسائل و تحدیات کی نشاندہی کرنا، ان کے اسباب و علل کا کھوج لگانا اور ان کے مجوزہ حل تلاش کرنا۔

6۔ اس پہلو کو اجاگر کرنا کہ دینِ اسلام قرونِ اولیٰ ہی نہیں بلکہ ہر دور کے مسائل کا حل پیش کرتا ہے اور مسائل کے حل اور پریشانیوں سے چھٹکارہ پانے کے لئے سیرتِ طیبہ کی طرف رجوع ہر دور کی ضرورت ہے۔

7۔ سیرت طیبہ کی روشنی میں پائیدار ترقی کے اہداف بیان کئے گئے ہیں ان کو اپنانے کی ضرورت ہے۔

8۔ پاکستان میں پائیدار ترقی کے اہداف پر سستی کے ساتھ کام جاری ہے۔ مزید مالیاتی اداروں سے ان پر کام تیز کرنے کی سفارش کی جاتی ہے۔

References

[1]L., Brigulio "The Usefulness of Sustainability Indicators", Symposium Sustainability Indicators for Malt((2003)): 1-9.

[2]Zahīr Khān, Shahid Ameen, Islamī Nuqta-e-nazar say Mahowliātī Nizām kī pāʿidār taraqī: aik tahqīqī mutālaʿa, BURJIS, No3,Issue 2 (20016): 36 .

[3] "Breakdown of U.N. Sustainable Development Goals". Archived from the original on 9 July 2017. Retrieved 26 September 2015.

[4] Hutton, Guy (15 November 2017). "The Costs of Meeting the 2030 Sustainable Development Goal Targets on Drinking Water, Sanitation, and Hygiene" (PDF). Documents/World Bank. Archived (PDF) from the original on 30 December 2020. Retrieved 15 November 2017.

[5] Ibrāhīm,14:32-34

[6] An-Naḥl,16:66-69

[7] Al-Baqarah,2:30

[8] Aḏ-Ḏāriyāt,51:56

[9] Al-Ḥujurāt,49,13

[10] Ar-Rūm,30:22

[11] Abū ʿAbd Allāh Muḥammad Ibn Ismāʿīl al-Bukhārī, Ṣaḥīḥ al-Bukhārī (Cairo: Dār al-Ma'ārif, n.d) Hadith no: 2587.

[12] Al-Baqarah,2:29-30.

[13] An-Nisāʾ,4:32.

[14] Aš-Šūrā,42:38.

[15] Al-Baqarah,2: 245.

[16] Sidīqī , S.H, Munsifānā smāji wa moāshī nizām kī tashkī (Lahore: Minhāj-ul- Qurān, 2016) 75.

[17] Al-ʾIsrāʾ,17:26-27.

[18] Al-Bukhārī, Ṣaḥīḥ al-Bukhārī,Hadith No 2772.

[19] Muslim Ibn al-Ḥajjāj Ibn Muslim Al-Qushayrī, Ṣaḥīḥ Muslim (Beruit: Maktabat al-Īmān,1997),Hadith no: 1536.

[20] At-Tawbah,9:60.

[21] Fernanda Brollo, Emine Hanedar and Sébastien Walker, Pakistan: Spending Needs for Reaching the Sustainable Development Goals (SDGs) IMF Working Paper , 5-11